# چند گھنٹے جامعہ خیر المدارس ملتان میں

محترم نوید مسعود ہاشمی

مولانا قاری حنیف جالندھری کہ جنہوں نے اکابرین کی زیر پرستی پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے صرف وفاق المدارس کے تحت ۱۸ ہزار سے زائد دینی مدارس ہی نہیں بلکہ دیگر مسالک کے بھی ہزاروں دینی مدارس کی افادیت کا لوہا امریکا کے ٹوڈی حکمرانوں اور یورپی دسترخوان کے راتب خوروں سے ڈنکے کی چوٹ پر منوانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ انکی محبت بھری دعوت پر جمعۃ المبارک کے دن جامعہ خیر المدارس ملتان پہنچا تو گرمی اپنے عروج پر تھی۔ اس خاکسار نے قاری حنیف جالندھری سے عرض کیا کہ میں ''جامعہ'' میں اس نیت سے آیا ہوں کہ جس ''شخصیت'' نے نائن الیون کے بعد امریکا اور مغرب کی طرف سے آنے والے خوفناک طوفانوں اور خطرناک آندھیوں میں بھی دینی تعلیم کے پرچم کو پوری جرات ایمانی سے بلند رکھا۔ دیکھتے ہیں کہ انکے اپنے ''جامعہ'' کے کیا حالات ہیں؟ میری بات سن کر وہ مسکرائے اور کہنے لگے: ضرور ضرور آپ اگر کالم میں لکھنا چاہیں تو ضرور لکھیں کہ جامعہ خیر المدارس وطن عزیز پاکستان سے عمر میں تقریباً 16 سال بڑا ہے۔

اس کی بنیاد ہمارے بزرگوں استاذ العلماء حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری نے 1931ء میں جالندھر انڈیا میں رکھی تھی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے فوراً بعد جالندھر والا مدرسہ ملتان میں منتقل کر دیا۔ یوں ''پاکستان'' اور جامعہ خیر المدارس زندگی کا ہر دن ساتھ ساتھ گزار رہے ہیں۔ جامعہ خیر المدارس میں جید علماء کرام اور اساتذہ کرام نے ان ۷۰ سالوں میں لاکھوں تشنگان علم نبوت کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے جام بھر بھر کر پلائے۔

ہزاروں علماء کرام، ہزاروں حفاظ، قراء اور دینی علوم کے ماہرین تیار کیے اور آج تک کرتا چلا آرہا ہے۔ گزشتہ سال 38، 1437 میں جامعہ خیر المدارس اور پنجاب کے دیگر شہروں میں پھیلی ہوئی اس کی بیس شاخوں میں پانچ ہزار سے زاید طلباء و طالبات تعلیم حاصل کرتے رہے اس سال بھی طلبہ و طالبات کے نئے داخلے شروع ہو چکے ہیں اور ان شاء اللہ پانچ ہزار سے زائد طلبہ و طالبات کو دینی علوم سے بہرہ مند کیا جائے گا۔ انہوں نے جامعہ خیر

المدارس کی گزشتہ ایک سال کی کارکردگی بتاتے ہوئے کہا کہ گزشتہ سال جامعہ سے فراغت پانے والے دورہ حدیث شریف کے فضلاء کی تعداد ۱۲۹ اور طالبات میں سے دورہ حدیث شریف مکمل کر کے عالمات بننے والی فاضلات کی تعداد ۱۵ ہے۔ صرف ''جامعہ کے شعبہ حفظ سے قرآن پاک حفظ کرنے والے طلبہ کی تعداد ۲۰۲ جب کہ قرآن پاک حفظ کرنے والی بچیوں میں سے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرنے والی حافظات کی تعداد ۴۴ اور جامعہ کے زیر اہتمام چلنے والے اسکولنگ سسٹم سے اعلی نمبروں سے میٹرک کرنے والے طلباء کی تعداد ۲۷ ہے۔ جامعہ کا سالانہ بجٹ ۹ کروڑ سے متجاوز ہے جب کہ تعمیری اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ قاری حنیف جالندھری نے ہمیں جامعہ مسجد خیرالمدارس کے جدید اسٹرکچر کا دورہ بھی کروایا اور بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ ۱۹۶۴ء میں قدیم مسجد میں ڈھائی ہزار نمازیوں کی گنجائش رکھ کر مسجد تعمیر کی گئی تھی۔ لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نمازیوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہونے کے سبب مسجد کی جدید تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ قدیم مسجد کو منہدم کر کے اس کی جگہ نئی عظیم الشان مسجد زیر تعمیر ہے۔ جس پر اٹھنے والے اخراجات کا تخمینہ چالیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

اگر ۱۹۳۱ء سے جامعہ خیرالمدارس کی علمی، روحانی اور فلاحی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ۹۰ سال کے لگ بھگ بنتے ہیں لیکن اگر انڈیا کے دوعشرے نکال لیے جائیں تو پاکستان میں جامعہ کی خدمات کے ۷۰ سال بنتے ہیں۔ الحمدللہ ہم نے ہزاروں ایسے رجال کار تیار کیے کہ جو نہ صرف علم کے شناور اور روحانیت کے عظیم سرخیل تھے بلکہ حب الوطنی بھی جن کے جسم میں خون بن کر دوڑتی تھی، سچی بات ہے کہ ملتان کے قدیمی اور تاریخی جامعہ خیرالمدارس کی تعلیمی روحانی اور حب الوطنی سے بھرپور عظیم خدمات کی مختصر سی روداد سن کر اسلام آباد سے ملتان تک سارے سفر کی تھکاوٹ کافور ہوگئی۔ یہ تو صرف ایک مدرسے کی مختصراً خدمات کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح اگر ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے دیگر دینی مدارس کی تعلیمی اور روحانی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو وہ بھی کسی سے کم نہیں ہوں گی۔ بلکہ سب ماشاءاللہ ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔

دینی مدارس کا پھیلا ہوا عظیم سلسلہ حکومتوں کی مالی گرانٹوں اور سرپرستی کے بغیر اللہ کے فضل وکرم اور درد دل رکھنے والے مسلمانوں کے تعاون سے اس درجہ پر پہنچا کہ کفریہ طاقتوں کی چیخیں نکل گئیں۔ عالمی صیہونی طاقتوں نے دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے آسمانی علوم میں ملاوٹ کرنے یا ان علوم کو ''لبرل'' بنانے کے لیے ڈالروں کے ڈھیر لگا دیے۔ مدارس کے علماء اور سابق جہادیوں کو منہ مانگے داموں خریدنے کی کوششیں کیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سب خیر ہی رہی یقیناً کچھ گندے انڈے این جی اوز کے جال میں جان بوجھ کر پھنس گئے اور انہوں نے مزید ''مولویوں'' کو لبرل اور سیکولر بنانے کا ٹھیکہ بھی حاصل کر لیا، مگر خوشی کی بات یہ ہے کہ ایسے ''گندے انڈے'' بہت جلد

پہچانے گئے، دینی مداس اور مذہبی حلقوں میں بے نقاب ہونے کے بعد اب وہ منہ چھپائے پھرتے ہیں۔ (بقیہ۔۔)

مولانا قاری حنیف جالندھری کا کہنا تھا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے اور آسمانی علوم کو اصل حالت میں دنیا تک پہنچانے کے ضامن ہیں۔ دینی مدارس نے ہمیشہ معاشرے کو اسلامی اصولوں پر ڈھالنے کی مثبت جدوجہد کی ہمنے کبھی بھی پاکستان میں مسلح جدوجہد کی حمایت نہیں کی۔ ہم نے پاکستانی معاشرے کو فساد سے پاک کرنے کے لیے ہمیشہ حکومتوں سے تعاون کیا۔ پاکستان کی تعمیر وترقی میں جو مثبت کردار دینی مدارس اور وفاق المدارس نے ادا کیا وہ حکومت کے تحت چلنے والے کسی عصری تعلیمی بورڈ کے حصے میں نہیں آیا۔

دینی مدارس کے علماؤ طلبہ ہوں یا مساجد کے ائمہ وخطباء سب نے ہمیشہ سود، چغلی، جھوٹ، حسد، بغض، رشتہ داروں سے قطع تعلقی، اللہ کے احکامات سے بغاوت، بے حیائی، فحاشی اور عریانی کے نقصانات سے قوم کو بار بار آگاہ کیا۔ لیکن حکمرانوں نے کبھی بھی علماء کی باتوں پر کان دھرنا گوارا نہ کیا۔ چونکہ قوت نافذہ علماء کے ہاتھوں میں نہیں ہے، حکومت کے پاس ہے اس لیے ملک میں جس قدر بھی خرابیاں ہیں اس کی براہ راست ذمہ داری حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔

## بے نفسی کی عجیب مثال

امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام میں بے شمار ایسے اہل علم پیدا ہوئے جنھوں نے علوم نبوت سے حظ وافر حاصل کیا، فقاہت، قوت استنباط اور درجہ اجتہاد میں ممتاز ہوئے لیکن ان کی بے نفسی اور بے لوثی کا یہ عالم رہا کہ خود کو کبھی ممتاز نہ ہونے دیا۔ گوشہ نشینی اختیار کی، خاموشی اور لگن کے ساتھ رجال علم تیار کیے۔ ایسی ہی ایک شخصیت استاذ العلماء مولانا رسول شاہ ساحب رحمہ اللہ (المعروف ڈھوڈہ استاذ صاحب) کی تھی۔ آپ صاحب نسبت وکرامت شخصیت تھے، کسبی سے زیادہ وہبی عالم تھے۔ اپنے گاؤں ''ڈھوڈہ شریف'' (ضلع کوہاٹ) کی مسجد میں قدیم انداز میں درس وتدریس کرتے تھے۔ ستر، اسّی طلبہ ہمہ وقت موجود ہوتے۔ آپ کے تلامذہ میں کئی حضرات اپنے وقت کے جید استاذ ہوئے۔ حددرجہ متواضع، منکسر المزاج تھے۔ کبھی اپنے آپ کو ''اہل علم'' کی حیثیت نہیں دی، نہ طلبہ سے کسی قسم کی خدمت لی۔ آپ کا قیام طلبہ کے ساتھ ہی ان کے کمرے میں ہوتا تھا۔ آپ کے خدام نے آپ کی راحت کے لیے الگ کمرہ بنوایا۔ تیار ہو گیا تو خدام نے عرض کیا کہ آپ کے لیے علیحدہ کمرہ بنوایا ہے۔ اس میں آپ کے لیے وضو وغیرہ کا بھی انتظام ہے، اور کمرہ دکھانے کے لیے آپ کو ساتھ لے چلے۔ آپ نے چل کر کمرہ ملاحظہ فرمایا، کچھ دیر دیکھتے رہے، پھر گویا ہوئے...... ''خلوت گاہ تو آپ لوگوں نے بنالی، اب اس کے لیے کوئی بزرگ بھی تلاش کرلو'...... یہ کہا اور واپس پلٹ آئے۔ اس پاکیزہ صفت عالم ربانی نے اسی گاؤں میں ۱۹۶۷ء میں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے۔ (بحوالہ: سہ ماہی المظاہر، کوہاٹ)